نماز اور خطبہ کی زبان

toobaa-elibrary.blogspot.com

محمد منظور نعمانی

297.2
۴۷م

ناشر: الفرقان بکڈپو ۱۳۱ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ

184.415

2867/
25/3/17

نماز اور خطبہ کی زبان

اس میں دلائل کے ساتھ بتلایا گیا ہے کہ نماز عربی زبان ہی میں پڑھنا ضروری ہے، کسی دوسری زبان میں نہیں کی جاسکتی، اور جمعہ کا خطبہ بھی عربی ہی میں ہونا چاہیئے، شرعی حکم کے علاوہ اسکی حکمتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانی

ناشر الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ



toobaa-elibrary.blogspot.com

عرض ناشر

اب سے ٹھیک پچاس سال پہلے (۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء میں) نماز اور خطبہ کی زبان سے متعلق ایک صاحب کی طرف سے وہ سوال جو ناظرین کرام آگے ملاحظہ فرمائیں گے، ماہنامہ "الفرقان" میں اشاعت کے لئے آیا تھا، جیساکہ ناظرین کرام بھی محسوس فرمائیں گے وہ محض سوال اور استفسار نہیں تھا بلکہ سوال کرنے والے صاحب نے مسئلہ کے بارہ میں اپنی رائے کا بھی اظہار کیا تھا اور اس کے دلائل بھی دیئے تھے ــــــــ یہ سوال "الفرقان" میں شائع ہوگیا تھا اور حضرت مولانا نعمانی کے قلم سے اس کا جواب بھی ـــــــ بعد میں یہ "نماز اور خطبہ کی زبان" کے نام سے مستقل رسالہ کی شکل میں بھی کتب خانہ الفرقان سے شائع ہوگیا تھا اور عرصہ سے نایاب تھا ـ حسن اتفاق سے اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوگیا وہ ہی اب جدید شکل و صورت میں شائع کیا جا رہا ہے ـ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بندوں کے لئے نافع بنائے ـ

محمد حسان نعمانی

۸ر شوال المکرم ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۶ر جون ۱۹۸۶ء

حقوق طبع محفوظ ہیں

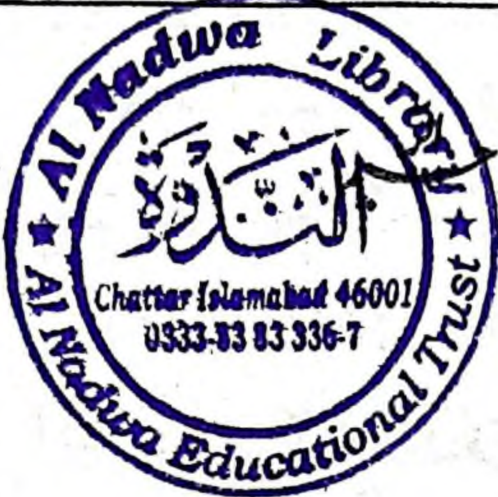
پہلا ایڈیشن ــــــــ دو ہزار

کتابت ــــــــ امیر حمزہ

طباعت ــــــــ

قیمت ــــــــ ۳/۵۰

toobaa-elibrary.blogspot.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفسار

(۱) کیا امر واقعہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے تھی کہ نماز عجمی زبان میں پڑھنا جائز ہے، اگر ایسا تھا تو کیا علماء دین امام صاحب کے اس اجتہاد پر از سر نو غور فرما کر نماز کے کسی عجمی زبان میں پڑھے جانے کی بابت جواز یا عدم جواز کا حتمی فتوےٰ صادر فرمادیں گے؟

(۲) آیہ کریمہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ میں (نشہ) کی حالت میں نماز پڑھنے کی نہی فرمائی گئی ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں سُکر کی حالت میں نماز کے فاسد ہونے کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان جو کچھ کہتا ہے اس کو سمجھتا نہیں جس سے معلوم ہوا کہ نماز کی صحت کی ایک ضروری شرط یہ ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اس کو پڑھنے والا سمجھے بھی، اس لئے اگر کوئی شخص اپنی مادری زبان میں فریضہ نماز کو ادا کرتا ہے اور جو کچھ وہ اس نماز میں پڑھتا ہے اس کے ایک ایک لفظ کو سمجھتا ہے تو کون سی وجہ ہے کہ اس کی ایسی نماز جائز اور مقبول نہ ہو؟

(۳) علماء کرام کے نزدیک عیدین اور جمعہ کا خطبہ مخاطبین کی مادری زبان میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیا جانا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں ؟ — غالباً کہا جائیگا کہ عیدین اور جمعہ کا خطبہ عربی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں دیا جانا سنت نبوی کے خلاف ہے، اس لئے ناجائز ہے ؟ ——— لیکن کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ سنت نبوی تو یہ تھی کہ خطبے کے دوران میں جو کچھ حضور پر نور کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا اس کو سامعین سنتے اور سمجھتے تھے اور اس میں جو کچھ اوامر اور نواہی ہوتے تھے ان پر کاربند ہونے کی کوشش کرتے تھے، اور جو حکم و نصائح آپ بیان فرماتے تھے ان سے حاضرین سبق آموز ہوتے تھے۔ لیکن مروجہ صورت کو (جس میں سامعین میں سے ۹۹ فیصدی خطبے کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکتے ہیں، اور نہ ان اوامر و نواہی سے جو خطبہ میں بیان کئے جاتے ہیں کسی قسم کا فائدہ ہی حاصل کر سکتے ہیں) کیونکر سنت نبوی کے مطابق قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے خطبہ کو کیوں کر مسنون خطبہ کہا جا سکتا ہے ؟

غور فرمایا جائے کہ خطبہ کے ذریعہ سے جو موقع شارع اسلام نے اوامر و نواہی شرعیہ کی تبلیغ و اشاعت کے کافۃ المسلمین کے لئے پیدا فرمائے تھے اس کو عربی زبان میں محدود کر دینے سے ان کا سد باب ہوتا ہے یا نہیں، اور خطیب کا خطبہ ایسی صورت میں ایک فعل عبث ہوتا ہے یا نہیں ؟ جبکہ اس کے مفہوم کو سامعین میں سے کوئی بھی یا اکثر نہیں سمجھتے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الجواب ونسئلك اللّٰھم توفیق السداد والصواب

بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا

محمد رسول اللہ وآلہٖ وصحبہ ومن والاہ

نماز کی زبان

محترم مستفسر نے اپنے سوال (متعلق نماز) کے بارے میں اپنی رائے اور خیال کی تائید میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے اس بارہ میں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک رائے کا اور دوسرے آیت کریمہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ الآیۃ کا ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آیت کو تو مسئلہ زیر بحث سے نفیاً یا اثباتاً کوئی تعلق ہی نہیں، آیت کا مفاد و مطلب صرف اس قدر ہے کہ "اے ایمان والو، تم نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ تم کو اتنا ہوش ہو جائے کہ تمھیں خبر ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور تمھارے منھ سے کیا نکل رہا ہے ۔"

بہ الفاظ دیگر اس آیت میں نماز کے جواز کے لئے "مَا تَقُوْلُوْنَ" کا معلوم ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے، نہ کہ "مَا تَقُوْلُوْنَ" کے معنی و مفہوم کا ۔ الغرض

toobaa-elibrary.blogspot.com

معانی اور مطالب کا سمجھنا اس آیت کے مفہوم سے باہر ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو "عِلم" "فہم" "فقہ" وغیرہ قریب المعانی الفاظ کے معنوی فرق اور ان کے مواقع استعمال سے واقفیت رکھتا ہو۔ اور اگر اس آیت کا مطلب یہ لیا جائے کہ ایسی حالت میں نماز نہ پڑھو جبکہ تم اذکار نماز کا مطلب نہ سمجھتے ہو تو پھر تو ہر وہ نماز بھی نادرست ہوگی جس میں مصلّی کا ذہن کسی آیت کے معانی کی طرف متوجہ نہ ہوا ہو اگرچہ وہ اس وقت سلیم القلب اور صحیح الحواس بھی ہو اور اگرچہ وہ عربی داں بھی ہو (حالانکہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے) اور نیز اس صورت میں اس آیت سے غیر عربی زبان میں نماز کا جواز ہی ثابت نہ ہوگا، بلکہ غیر عربی دانوں کے لئے عربی میں نماز پڑھنا یعنی نماز میں اصل قرآن پڑھنا ناجائز ہوگا۔ اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ غیر عربی دانوں کی نماز عربی زبان میں ہوتی ہی نہیں، بلکہ ان کے لئے صرف یہی راستہ ہے کہ وہ اپنی مادری زبانوں میں نماز پڑھیں، اور اگر وہ عربی میں اپنی نماز پڑھیں گے اور اس میں اصل قرآن پڑھیں گے تو ان کی یہ نماز جائز اور مقبول ہی نہ ہوگی۔ حالانکہ ان نتائج سے غالباً ان حضرات کو بھی اتفاق نہ ہوگا جو نماز کی زبان میں توسع کے حامی ہیں۔ علاوہ ازیں اگر آیت کا مقصد اور مفاد یہ قرار دیا جائے کہ نماز کی صحت کیلئے اذکار نماز کے مطالب و معانی کا سمجھنا ضروری ہے تو اس سے دوسری زبانوں میں نماز کے جواز کے بجائے ہر نمازی کے لئے اتنی عربی جاننے کی فرضیت زیادہ آسانی سے ثابت ہو سکے گی جس سے کہ وہ اذکار نماز

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے معانی و مطالب سمجھ سکے، کیونکہ نماز میں قرارت قرآن کی فرضیت دوسرے ان صریح نصوص سے ثابت ہے جن کو عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ پھر جب آیت ہذا کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ نماز میں معانی و مطالب کا سمجھنا نماز کی صحت کی شرط ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر نمازی اور بہ الفاظ دیگر ہر مسلمان کے لئے اتنی عربی جاننا ضروری ہے کہ وہ اذکار نماز کے معانی و مطالب سمجھ سکے۔ چنانچہ ہمارے زمانے کے بعض وہ علماً جو ہر مسلمان کے لئے عربی زبان سیکھنا فرض عین قرار دیتے ہیں اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ آیت اس سے ساکت ہے اور اس کا مفاد صرف اسی قدر ہے کہ نماز ایسی حالت میں پڑھی جائے کہ نمازی کو یہ معلوم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کے منھ سے کیا نکل رہا ہے مطالب اور مفہوم و معانی کا سمجھنا اس آیت کے مفہوم و مصداق سے خارج ہے اگرچہ وہ فی نفسہ مستحسن اور مطلوب ہے۔

رہا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا معاملہ، سو اس میں شک نہیں کہ کتب فقہ و اصول فقہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے نقل کی گئی ہے کہ نماز عجمی زبان میں بھی بہ کراہت ادا ہو جاتی ہے لیکن اسی کے ساتھ حنفی فقہ و فتاویٰ کی کتابوں میں یہ بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ آخر میں امام اعظم نے اپنی رائے سے صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمدؒ) کی رائے کی طرف رجوع فرما لیا تھا اور وہ یہ ہے کہ جو شخص عربی میں نماز ادا کرنے پر قادر ہو اس کی نماز

toobaa-elibrary.blogspot.com

غیر عربی زبان میں جائز نہیں، ہاں جو شخص عربی زبان کے تلفظ پر قادر نہ ہو وہ مجبوراً غیر عربی زبان میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے[1] جس طرح کہ رکوع، سجدہ پر قدرت نہ رکھنے والے کی نماز بدرجۂ مجبوری صرف اشاروں سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔ اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اس مسئلہ میں یہی ہے۔ پس یہ معلوم ہو جانے کے بعد امام اعظمؒ نے اپنی اس سابقہ رائے سے رجوع فرمالیا تھا کسی طرح اس سے استدلال واستناد کی گنجایش نہیں رہتی۔

علاوہ ازیں اس وقت یہ مسئلہ جس نوعیت کے ساتھ اٹھایا جا رہا ہے وہ اس نوعیت سے بالکل مختلف ہے جو متقدمین کے سامنے تھی۔ آج اس تحریک کا منشا یہ ہے کہ غیر عربی یا غیر عربی دانوں کو اپنی مادری ہی زبان میں نماز ادا کرنی چاہیئے اور یہی ان کے لئے بہتر ہے اور ائمہ سلف کے سامنے مسئلہ کی نوعیت صرف یہ تھی کہ اگر کوئی شخص غیر عربی زبان میں نماز ادا کرے تو اس کی یہ نماز ہو بھی جائے گی یا نہیں؟ اور صرف حضرت امام ابو حنیفہؒ کا پہلا قول اس بارہ میں یہ تھا کہ ہو تو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور جیسا کہ عرض کیا گیا بعد میں اس سے بھی آپ نے رجوع فرمالیا اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں میں بُعد المشرقین ہے۔

الغرض سوال کی یہ دونوں سندیں ناقابل استناد ہیں اور صحیح یہی ہے کہ

---

[1] رد المحتار للعلامہ ابن عابدین المعروف بہ شامی ص ۳۲۵ ج ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو شخص عربی میں نماز ادا کرنے پر (یعنی سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنے پر) قادر ہو وہ اگر کسی دوسری زبان میں نماز ادا کرے گا تو درست نہ ہوگی کیونکہ قرآن عزیز میں متعدد مقامات پر نماز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی واسطے قراءتِ قرآن نماز کا رکن رکین ہے۔

سورۂ "مزمل" میں ایک جگہ ارشاد ہے "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" پھر اسی سورہ میں کچھ آگے چل کر ارشاد ہے "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ"، یہ دونوں آیتیں نماز ہی کے متعلق ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں "قرآن" کی تلاوت ضروری ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن اس مقدس اور منزل من اللہ کتاب ہی کا نام ہے جو عربی زبان میں نازل ہوئی ہے اسی واسطے قرآن حکیم میں بہت سی جگہ "عربی" کی قید بھی لگی ہوئی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف) وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (طٰہٰ) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ (زمر) كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (فصلت) اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (شوریٰ) اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (زخرف)

ان آیات سے یہ چیز بالکل واضح ہے کہ قرآن اسی مقدس صحیفہ کا نام ہے جو عربی کی مخصوص الہامی عبارت میں ہے۔ نیز ان آیات کے علاوہ بعض دوسری آیات مثلاً اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ اور بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ" وغیرہ بھی اس بارہ میں نص صریح ہیں کہ قرآن صرف اسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مخصوص و معہود کتاب کا نام ہے جو اپنے نظم عبارت و معانی کے لحاظ سے معجز ہے اور جو لوح محفوظ سے منتقل ہو کر اس عالم میں آئی ہے ۔ اور اگر اس کے مضامین کو دوسرے الفاظ اور دوسری زبان میں منتقل کیا جائے تو اس پر قرآن کا اطلاق نہیں کیا جا سکے گا اور اس کو قرآن نہیں کہا جائے گا اور نہ اس کے وہ احکام ہوں گے جو اصل قرآن پاک کے ہیں ۔ پس جو شخص نماز میں قرآن کے اصل الفاظ کی جگہ اس کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں پڑھتا ہے ۔ اس پر یہ بات صادق نہیں آتی کہ اس نے قرآن کی تلاوت کر لی ۔ حالانکہ رکن نماز یہی قرآن کی تلاوت تھی ۔ پس اس رکن کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اس صورت میں اس کی نماز ادا نہ ہوگی ۔

اصل سوال کا جواب تو یہاں تک ختم ہو گیا ۔ لیکن یہاں پر ایک اور پیدا ہونے والے سوال کا جواب دیدینا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ آخر اس میں کیا مصلحت ہے کہ نماز عربی ہی میں ہو اگرچہ نمازی عربی کا ایک لفظ بھی نہ سمجھتا ہو ؟

اس کے جواب میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ ہماری حیثیت عبد کی ہے ۔ اور بندے کا کام صرف مولا کے حکم کی تعمیل ہے "چون ؟" و "چرا ؟" (کیوں اور کس واسطے) اس کے مرتبہ سے بالاتر چیز ہے ۔ ہاں اگر اسکو حکم مولا کی حکمت بھی معلوم ہو جائے اور وہ علی وجہ البصیرت اطاعت کرے تو یہ اس کی مزید لیاقت اور خوش نصیبی ہے ۔ لیکن اسکو یہ حق نہیں ہے کہ جس حکم کی مصلحت اور حکمت اس کی سمجھ میں نہ آئے وہ اس کی علو

toobaa-elibrary.blogspot.com

بجاآوری سے انکار کر دے ۔ یا اپنی طرف سے آقا کے احکام میں ترمیں کرنے لگے اگر ایسا کرے گا تو مجرم اور باغی سمجھا جائے گا ۔

لیکن یہاں تو حکمتیں بھی کچھ ایسی نامسف اور باریک نہیں ہیں کہ زیادہ غور و فکر کی محتاج ہوں ۔

ایک بڑی حکمت تو قرآن حکیم کی حفاظت ہے ۔ آج ان تمام کتابوں میں جن کے متعلق الہام کا دعویٰ کیا جاتا ہے صرف قرآن عزیز ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ باوجودیکہ وہ ایک ایسے امّی پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعہ دنیا کو ملا جو "مَاکُنْتَ[۱] تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ کا مصداق اور مَاکُنْتَ[۲] تَدْرِیْ مَاالْکِتَابُ " کا مخاطب تھا لیکن پھر بھی ساڑھے تیرہ سو برس گذر جانے کے باوجود وہ بالکل اپنی اصل صورت میں محفوظ ہے ۔ اور مسلمانوں کے لئے یہی چیز سب سے بڑھ کر سرمایۂ نازش ہے کہ ان کے دین کی بنیادی کتاب بالکل محفوظ ہے اور اس محفوظیت میں بہ ظاہر اسباب نماز کو بہت زیادہ دخل ہے ۔ اسلام میں پانچ نمازیں فرض ہیں جو جماعت سے پڑھی جاتی ہیں ۔ ان میں سے تین میں قرآن کریم بہ آواز بلند پڑھا جاتا ہے تو گویا زمین کی سطح پر پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمان لاکھوں

---

[۱] اے پیغمبر آپ اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے نہ اسکو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ۔

[۲] اے پیغمبر آپ جانتے بھی نہ تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقامات پر مختلف سورتوں کی قراءت روزانہ اپنی نمازوں میں کرتے ہیں۔ جماعت میں ایک امام پڑھتا ہے اور باقی سب مقتدی سنتے ہیں۔ ان اقتدا کرنے والوں میں بھی بہت سوں کو وہ سورتیں یاد ہوتی ہیں گویا اس طور پر ہر مسجد میں روزمرہ کئی بار قرآن مجید کے کسی نہ کسی حصہ کا دور ہو جاتا ہے۔ اور قرآن پاک کے تحفظ کا یہ وہ ٹھوس ذریعہ ہے کہ بڑی بڑی انسانی اسکیمیں اور عقلی تدبیریں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں پس اگر مسلمانوں کو اجازت دیدی جائے کہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پڑھ لیا کریں تو قرآن کریم کی حفاظت کا یہ ذریعہ فوت ہو جائے گا۔ اور جب لوگ قرآن کے اس ترجمہ کو بھی قرآن ہی سمجھنے لگیں گے اور رفتہ رفتہ یہ خیال عام ہو جائے گا کہ عبادت اور تلاوت کے مقاصد کے لئے ترجمہ بھی اصل کتاب کا حکم رکھتا ہے تو اصل کی طرف سے لوگوں کی توجہ کم ہو جائے گی اور آہستہ آہستہ ترجمے ہی اصل کی جگہ حاصل کر لیں گے۔ اور خدانخواستہ وہ پھر قرآن حکیم کا بھی وہی حشر ہوگا جو اگلی کتابوں کا ہو چکا ہے کہ آج ان کی اصل کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہیں رہا اور مختلف زبانوں کے ترجموں ہی کو دنیا اصل سمجھ رہی ہے۔

بہرحال نماز میں اصل قرآن کی تلاوت کو لازمی کر دینا قرآن کریم کی حفاظت کا بہترین اور نہایت مستحکم ذریعہ ہے اور ایک دوسری بہت بڑی مصلحت اس میں وحدت اسلامیہ کا قیام اور بقا بھی ہے کہ اس کے ذریعے سے تمام مسلمانان عالم اپنے رنگ روپ، اپنے ملکوں اور زبانوں کے اختلاف کے باوجود دن میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پانچ بار اپنی اسلامی یک رنگی اور دینی وحدت کا مظاہرہ کر لیتے ہیں۔ اگر نماز سے عربیت کی پابندی اٹھادی جائے اور ہر شخص کو اجازت دیدی جائے کہ وہ اپنی زبان میں نماز ادا کرے تو یہ اسلامی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہ جائے گی۔ عربوں کی نماز اور رنگ کی ہوگی اور عجمیوں کی دوسرے رنگ کی۔ پھر عجمیوں میں بھی ہر خطے کے لوگوں کی نماز الگ الگ ہوگی۔ پشاوریوں کی پشتو میں ہوگی، اور پنجابیوں کی پنجابی میں، سندھیوں کی سندھی میں ہوگی اور مدراسیوں کی تامل میں بنگالیوں کی بنگلہ میں ہوگی اور برمیوں کی برمی زبان میں، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ایک ہی خطے کے شہریوں کی ایک رنگ میں ہوگی اور دیہاتیوں کی دوسرے رنگ میں کیونکہ قریب قریب ہر ہی جگہ شہر اور دیہات کی زبان میں کافی فرق ہوتا ہے اور پھر چونکہ تراجم میں اختلاف کی گنجائش ہوگی اس لئے ہر نماز میں جوتہ پیزار ہوگا اور اللہ کی مسجدیں میدان جنگ بن کر رہ جائیں گی، اور وہ نماز جو امت کو ایک سِلک میں منسلک کرنے کا ذریعہ تھی آلۂ تفریق ہو جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ نتائج صرف خیالی اور وہمی نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقینی ہیں۔

پس غیر عربی زبان میں نماز ادا کرنے کی اجازت دینا درحقیقت ان تمام مفاسد کا دروازہ کھولنا ہے۔ الغرض عربی ہی میں نماز کے مشروع ہونے میں ایک بڑی مصلحت وحدت اسلامیہ کا تحفظ اور اس خطرناک اور اسلامیت سوز تحزّب وتفرق کا انسداد بھی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

علاوہ ازیں جس شخص کو علم قرآن سے تھوڑا سا بھی حصہ ملا ہے اس کو اس حقیقت میں) ایک لمحہ کے لئے بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ اصل نظم قرآن کی خصوصیات (صرف لفظی ہی نہیں معنوی بھی) ترجمہ میں بھی باقی رکھنا محالات سے ہے۔ اور یہ بھی اس کی ایک معجزانہ خصوصیت ہے، پس سرے سے یہ خیال ہی غلط ہے کہ ترجمہ اصل کے قائم مقام ہو سکے گا۔

واضح رہے کہ اس سے ہمارا منشا یہ نہیں ہے کہ نماز کو سمجھ کر پڑھنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ نہیں! وہ نماز کا خاص کمال ہے اور اس کا آسان اور تمام مفاسد و خطرات سے خالی طریقہ یہ ہے کہ ہر مسلمان اتنی عربی ضرور سیکھ لیا کرے کہ اذکار نماز کے مطالب و معانی سمجھ سکے، اور ایک درمیانی درجہ کا ذہن رکھنے والا شخص روز ایک گھنٹہ اس کام کے لئے دے تو انشاء اللہ صرف ۲-۳ مہینے میں اتنی عربی سیکھ سکتا ہے۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ بلکہ بعض ذہین و فطین تعلیم یافتہ دوستوں کو اتنی عربی صرف ایک مہینے میں بھی آگئی ہے۔ پس نماز کی زبان میں توسیع کرنے سے بہتر صورت یہ ہے کہ لوگوں کو عربی سے کم از کم اتنی واقفیت پیدا کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس کی اہمیت ان کے ذہن نشین کیجائے اور اس کا انتظام کیا جائے جو ناممکن نہیں ہے۔

اور کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ہر نمازی نماز کے اذکار مقررہ مثلاً ثنا (سبحانک اللھم الخ) سورہ فاتحہ، تکبیر، تسبیح، تسمیع، تحمید، تشہد، (التحیات)

toobaa-elibrary.blogspot.com

درود دیگر نفشہ وغیرہ کے معانی ہی یاد کر لیا کرے۔ نیز قرآن مجید کے آخر کی چند چھوٹی چھوٹی سورتوں کے تراجم محفوظ کرلے، یہ کام تو ہفت عشرہ میں ہی ہوسکتا ہے اور یہ تو اس صورت میں بھی کرنا پڑے گا جب نماز کسی دوسری زبان میں ادا کی جائے گی۔ پس جب تراجم یاد ہی کرلئے گئے تو پھر عربی میں ادا کرنے کی صورت میں بھی وہ جو کچھ پڑھے گا اس کو سمجھتا جائے گا۔ الغرض ان اذکار کا ترجمہ یاد کر لینے کے بعد نہ سمجھنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ بہر حال جب دوسری زبانوں میں نماز ادا کرنے کے لئے بھی نماز کا ترجمہ یاد کرنا ناگزیر ہے تو پھر ترجمہ یاد کرکے عربی ہی میں ادا کیوں نہ کی جائے کہ عربی کی خصوصیات بھی فوت نہ ہوں اور سب کچھ سمجھتا بھی جائے۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائے۔



toobaa-elibrary.blogspot.com

خطبہ کی زبان

خطبہ کی زبان کے متعلق عصر حاضر کے علماء میں اختلاف ہے ، اکثر بلکہ کہنا
چاہیئے کہ جمہور علماء اسی طرف ہیں کہ نماز کی طرح خطبہ بھی عربی زبان ہی میں ہونا
چاہیے اور بعض اس طرف بھی ہیں کہ اس کے لئے عربیت ضروری نہیں بلکہ حسب موقع
دوسری عجمی زبانوں میں بھی خطبہ دیا جاسکتا ہے ۔

اس اختلاف کی بنیاد درحقیقت ایک دوسرے اختلاف پر ہے اور وہ اختلاف
خطبہ کی حیثیت کے بارے میں ہے کہ آیا وہ اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے صرف
ایک تعبّدی ذکر ہے ، یا محض وعظ و تذکیر ہے ، اور اگر دونوں چیزیں اس میں
ملحوظ ہیں تو کونسی حیثیت غالب اور مقصود اوّلیں کے درجہ میں ہے ، پس جن علماء کرام
نے اس کو ذکر تَعَبُّدی قرار دیا ، یا اس حیثیت کو غالب سمجھا انھوں نے اس کے لئے
عربی زبان کو بھی لازمی کر دیا ، اور جن حضرات نے اس کو وعظ و تذکیر قرار دیا
یا اس حیثیت کو غالب سمجھا انھوں نے اس کے لئے عربی زبان کی قید نہیں لگائی ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فریقین کے دلائل پر زیادہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کی اصل حقیقت تو ذکر تعبدی ہی ہے لیکن اس سے مقصود وعظ و تذکیر بھی ہے، ورنہ اگر اس کو حقیقت کے لحاظ سے صرف ایک وعظ کہا جائے تو پھر خطبہ کی بہت سی ان قیود کے کوئی معنی نہیں رہتے جو سلف امت بلکہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر اور توارث کے ساتھ ثابت ہیں مثلاً دو مستقل خطبوں کا ہونا، دونوں کا حمد و ثنا سے شروع ہونا، دونوں کے درمیان میں کچھ دیر کے لئے بیٹھنا، نماز جمعہ کے وقت میں (یعنی بعد زوال) اور نماز سے پہلے متصلاً ہی ہونا وغیرہ وغیرہ اس قسم کے تمام امور بتلا رہے ہیں کہ خطبہ کی حیثیت صرف وعظ کی نہیں ہے کیونکہ وعظ کے لئے یہ التزامات بالکل بے معنی ہیں بلکہ اس کے برعکس اس میں تسلسل زیادہ مفید ہوتا ہے ہاں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے مقصود وعظ و تذکیر بھی ہے لیکن کسی چیز کے مقصود اور اصل حقیقت ہونے میں بہت بڑا فرق ہے۔ مثالاً یوں سمجھئے کہ نماز کا مقصود اعظم خشوع خضوع للہ اور تقرب الی اللہ ہے لیکن اس خشوع، اور تقرب کو نماز کی اصل حقیقت اور قوام ماہیت نہیں کہا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کے مخصوص ارکان، قیام قرأت، رکوع، سجدہ وغیرہ کے بغیر اعلیٰ درجہ کا خشوع خضوع بھی پیدا کرلے مثلاً مراقبہ میں استغراق اور تقرب الٰہی کی انتہائی حدود تک بھی پہنچ جائے تب بھی اس کی اس کیفیت کو نماز نہیں کہا جائے گا اور نہ اس کی وجہ سے فریضۂ نماز

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادا ہوگا۔ اور یہ اسی واسطے کہ خضوع للہ اور تقرب الی اللہ اگرچہ نماز کے اہم مقاصد میں سے ہیں لیکن نماز کی اصل حقیقت اس کے مخصوص ارکان ہیں۔

بس اسی طرح سمجھنا چاہیے کہ خطبہ سے مقصود اگرچہ وعظ وتذکیر بھی ہے لیکن حقیقت کے لحاظ سے وہ ایک ذکر تعبدی ہے اس لئے اس کے لئے عربی زبان ہی زیادہ مناسب ہے جس کی حیثیت سرکاری زبان کی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام ودیگر اسلاف امت کا متواتر اور پیہم عمل اس کی واضح ترین دلیل ہے تاریخ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ اواخر عہد نبوت میں بہت سے عجمی حضرات بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے اور ان میں سے بہت سوں کو بارگاہ رسالت کی حاضری کا بھی شرف نصیب ہوا اور ان کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نمازیں پڑھنے اور جمعہ وجماعت میں شرکت کا بھی موقع ملا لیکن یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایسے مواقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کی تفہیم وتعلیم کی خاطر خطبہ میں غیر عربی زبان میں بھی کچھ فرمایا ہو اگر کہا جائے کہ حضور کی اپنی زبان چونکہ عربی تھی اس لئے آپ دوسری کسی زبان میں خطبہ دے سکتے تھے تو گذارش ہے کہ ایسے موقعہ پر ترجمان سے تو کام لیا جا سکتا تھا جیسا کہ بہت سے دوسرے مواقع پر لیا بھی گیا ہے، نیز یہ بھی ممکن تھا کہ آپ کسی ایسے صحابی کو ان عجمی حاضرین کی زبان میں خطبہ، کا ترجمہ کرنے کا حکم دے دیتے جو ان کی زبان سے واقف ہوتے کیوں کہ صحابہ میں ایسے حضرات کی ایک معقول

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعداد تھی جو بہت سی عجمی زبانوں سے بھی واقف تھے ــــ پس مدۃ العمر میں حضورؐ
کا کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہ کرنا اور عجمی نو مسلموں کی موجودگی میں بھی خالص عربی
ہی میں خطبہ دینا (حالانکہ اس وقت تعلیم اسلام اور تبلیغ احکام کی آج سے
زیادہ ضرورت تھی) اس کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ سرکاری ہی زبان میں ہونا چاہئیے
پھر عہد نبوی کے بعد خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا عمل بھی اس بارے
میں یہی رہا حالانکہ اس وقت اسلام عرب سے نکل کر عجم پر چھا چکا تھا اور ایران
وروم کے بڑے بڑے شہروں میں جامع مسجدیں بن چکی تھیں اور عہد فاروقی
ہی میں ان جامع مسجدوں کی تعداد قریبًا ایک ہزار تک پہنچ چکی تھی اور ظاہر ہے
کہ ان مساجد میں جمعہ پڑھنے والے زیادہ تر وہیں کے باشندے ہوتے تھے جو
عام طور پر عربی زبان سے قطعی ناواقف ہوتے تھے لیکن پھر بھی خطبہ ہمیشہ عربی ہی
میں دیا جاتا تھا حالاں کہ اس وقت کے مسلمان آجکل کے عوام مسلمانوں سے
زیادہ وعظ وتبلیغ کے محتاج تھے ۔ کیوں کہ اس وقت تک اسلامی مدارس کا
آجکل کا سا کوئی باضابطہ نظام بھی قائم نہ تھا نہ رسالوں اور کتابوں کے
ذریعہ سے احکام اسلام کی اشاعت ہوتی تھی ۔ لے دے کے تعلیم وتبلیغ کا
ایک ذریعہ بس وعظ ہی تھا بلکہ اس زمانہ میں تو تدریس بھی زیادہ تر وعظ ہی
کے رنگ میں ہوتی تھی ، پس اگر صحابہ کرام کے نزدیک خطبہ کی حیثیت صرف وعظ
کی ہوتی تو وہ ضرور دوسری زبانوں میں خطبات کا انتظام کرتے یا کم از کم تراجم

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہی کا اہتمام کرتے لیکن تاریخ نہیں بتاتی کہ اس عہد میں کہیں ایک جگہ بھی ایسا کیا گیا ہو ـــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور دیگر اسلاف امت کے اسی متواتر اور پیہم عمل سے علمائے کرام نے یہ سمجھا ہے کہ خطبہ عربی زبان میں ہی ہونا چاہیے چنانچہ حکیم الامت المحمدیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جنکی مجتہدانہ بالغ النظری اس طبقہ میں بھی مسلّم ہے جو خطبہ کی زبان میں توسیع کا حامی ہے) اپنی مشہور تصنیف شرح موطا میں فرماتے ہیں۔

ولما لاحظنا خطب النبی صلی اللہ	اور جب ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور
علیہ وسلم وخلفائہ رضی اللہ عنہم	آپ کے خلفاء راشدین اور مابعد کے اسلاف
وھلم جرا فتنقحنا وجود اشیاء	امت کے خطبوں پر غائر نظر ڈالی تو ہم کو ان
منہا الحمد والشہادتین، و	میں بہت سی چیزیں ملیں منجملہ ان کے یہ
الصلوٰۃ علی النبی، والامر بالتقویٰ	امور بھی ہیں حمد و ثنا، شہادتیں، درود بر نبی
وتلاوۃ آیۃ والدعاء للمسلمین	کریمؐ، پرہیزگاری اور خدا ترسی کا حکم
والمسلمات وکون الخطبۃ عربیۃ	کسی آیتؐ قرآنی کی تلاوت، اور اہلؐ اسلام
... (الی قولہ) ... واما کونہا عربیۃ	کے لئے دعاء اور خطبہؐ کا عربی زبان میں ہونا
فلاستمرار عمل المسلمین فی المشارق	... (پھر فرماتے ہیں کہ) ... خطبہ کا خاص عربی
والمغارب بہ مع ان فی کثیر	زبان ہی میں ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

من الاقالیم کان المخاطبون اعجمیین ۔
عام مسلمین کا تمام بلاد مشرق ومغرب میں یہی عمل رہا حالانکہ بہت سے ممالک میں مخاطب عجمی لوگ ہوتے تھے "

بہرحال تمام اسلاف امت اور بالخصوص قرون مشہود لہا بالخیر کا یہ مسلسل تعامل اس کی زبردست دلیل ہے کہ خطبہ عربی ہی زبان میں ہونا چاہیئے ۔

اب رہا یہ سوال کہ اس صورت میں عام سامعین عربی نہ جاننے کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے ، تو اس میں قصور قانون شریعت کا نہیں بلکہ خود ان لوگوں کا ہے جنھوں نے اس اسلامی زبان کو حاصل کرنے کے لئے کوئی سعی وکوشش نہیں کی اور ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عربی کی سرسری واقفیت جو ان ضروریات کے لئے کافی ہو وہ چند مہینے کی معمولی توجہ سے پیدا کی جاسکتی ہے اور اگر ان لوگوں کے نزدیک کتاب اللہ کا سمجھ کر پڑھنا اور خطبہ کا سن کر سمجھ لینا اتنی اہمیت بھی نہیں رکھتا کہ اس کے لئے اتنی تھوڑی سی محنت اور اتنا قلیل سا وقت بھی صرف کیا جاسکے تو پھر ان کو ہرگز زیبا نہیں ہے کہ وہ تفہیم وتفہم کا نام لے کر اور اسی کو مقصد اعظم اور مطلب اہم قرار دیکر نماز اور خطبہ وغیرہ کے ملکی زبان میں ہونے کا مطالبہ کریں ۔

علاوہ ازیں یہ سوال خطبہ ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اسی اصول پر کل کو یہ بھی کہا جائیگا کہ اذان واقامت بھی ملکی زبان میں ہوا کرے تحیۂ اسلام یعنی سلام بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملکی زبان میں ہو ——— تو کیا ان شعائر کو دوسری زبانوں میں منتقل کر کے مسخ کرنا گوارا کر لیا جائے گا ؟ اور اس سے مسلمانوں کی دینی وحدت کو نقصان نہیں پہنچیگا ؟

بہر حال خطبہ سے عربیت کی پابندی اٹھا کر اس کو دوسری عجمی زبانوں میں رائج کرنے میں جو نقصانات اور مفاسد ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں جو عربیت کی پابندی کی وجہ سے محسوس کیے جا رہے ہیں ۔ اور علیٰ ہذا خطبہ کو عربی زبان میں محدود رکھنے میں جو فوائد اور مصالح ہیں وہ اس فائدہ سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں جو اس کی زبان میں توسیع کرنے کی صورت میں متصور اور متوقع ہیں ۔

اس موقعہ پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کے رسالہ " الاعجوبہ " کا ایک حصہ نقل کر دیں جس میں موصوف نے مسئلہ کے اس پہلو پر کسی قدر تفصیلی روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں کہ :۔

" روز مرہ کے تجربہ اور عقلاء کی تصریحات سے ثابت ہے کہ ہر قوم کی زبان اور لغت کو طرز معاشرت اور اخلاق اور عقل ودین میں نہایت قوی دخل ہے اور ہر لغت اور زبان کے کچھ اثرات مخصوصہ ہیں کہ جب کسی قوم اور کسی ملک میں وہ زبان پھیلتی ہے تو وہ اثرات بھی ساتھ ساتھ عالمگیر ہو جاتے ہیں ۔ ہندستان کی موجودہ حالت کو اب سے پچاس برس

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہلے کی حالت کے ساتھ اگر موازنہ کیا جائے تو اس کی تصدیق آنکھوں کے سامنے آجائے گی کہ جس وقت تک ہندستان میں انگریزی زبان کی یہ کثرت نہ تھی اس دہریت و تفریح اور آزادی و بے قیدی کی بھی یہ کثرت نہ تھی، سرکاری اسکولوں کے ذریعہ ملک میں اس زبان کو عام کیا گیا تو ایسا ہوگیا کہ گویا ہندستان کے طرز معاشرت اور اخلاق و تمدن سب ہی پر ڈاکہ پڑ گیا۔

زبان کی اشاعت وعموم کے ساتھ ہی ساتھ انگریزی معاشرت یورپین خیالات، یورپین آزادی و بے قیدی[ع] وبا کی طرح پھیل گئی، علیٰ ہذا جس وقت مسلمانوں کی قسمت میں ترقی لکھی تھی تو ان کے لئے بھی زبان عربی کی اشاعت نے وہی کام کیا تھا جو غیروں کی زبان کر رہی ہے۔ بلکہ اگر تاریخ دیکھی جائے تو بلا شائبہ مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ

ع اس سے یہ غرض نہیں کہ انگریزی زبان سیکھنا مطلقاً ناجائز ہے بلکہ ایک مشاہدہ کا تبلانا ہے اور اگر کوئی انگریزی زبان ان مفاسد سے محفوظ رہ کر سیکھے تو بلاشبہ جائز اور نیت نیک ہو تو ثواب بھی ہے ۱۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

عربی زبان نے تمام دنیا کو ایسا مفتوح کیا تھا کہ کوئی خطۂ زمین[1] اس کے اثر سے خارج نہ رہا تھا اور تقریباً ایک ہزار سال کامل تمام عالم پر ایسی حکومت کی کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے یقیناً عاجز ہے، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب اقتضاء الصّراط المستقیم میں عرب و عجم کی زبان پر مفصل کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

واعلمان اعتیاد اللغة مؤثرفی العقل والخلق والدین تاثیراقویا بینا۔	سمجھ لو کہ کسی خاص زبان کی عادت ڈال لینا عقل اور اخلاق اور دین میں بہت بڑی قوی تاثیر رکھتا ہے جو بالکل ظاہر ہے

یہی وجہ ہے کہ ہر بادشاہ اپنی قومی زبان کو اپنی مملکت میں رائج کرنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے۔

ہندستان میں زبان انگریزی کی ترویج اور اس کا سیاسی مقصد

یورپین اقوام جو آزادی وحریت کی بہت دعویدار ہیں اور مساوات کا دم بھرتی ہیں جس وقت ہندستان پر قبضہ کرتی ہیں تو ہزاروں طرح کی کوشش کر کے اور کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اپنی خاص قومی، زبان کو ہندستان کی معاشرت کا جزو اعظم بنادیتی ہیں، ہندستان میں اب اگرچہ زبان انگریزی کا

[1] غالباً مراد دنیا کے وہ تمام ممالک اور علاقے ہیں جن پر اسلامی اقتدار قائم ہوا یا جن تک اس کے اثرات پہونچے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عموم و شیوع بہت کچھ ہو چکا ہے لیکن اب بھی اگر مجموعی حیثیت
سے مردم شماری پر نظر ڈالی جائے تو کل ہندستانی قلمرو میں
شاید پانچ فیصدی اشخاص بھی انگریزی جاننے والے نہ نکلیں
گے، لیکن اس کے باوجود حکومت کی طرف سے جو پرزہ کاغذ
چلتا ہے تو انگریزی زبان کے سکہ کے ساتھ چلتا ہے۔ ڈاکخانہ
کے تمام کاغذات، ریلوے ٹکٹ، بلٹیاں اور تمام عدالتوں کے
عام کاغذات جو خاص طور سے ہندستانیوں ہی کی اطلاع
و کاروبار کے لئے جاری کئے جاتے ہیں وہ سب انگریزی
زبان میں رکھے جاتے ہیں، خلق اللہ اس غیر زبان کی وجہ سے
پریشان ہوتی ہے اور اصحاب معاملہ کو محض اس زبان کی دقت
کی وجہ سے دگنا خرچ ترجمانی وغیرہ میں برداشت کرنا پڑتا ہے
مگر حکومت اس کی پروا نہیں کرتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ دنیا اس پر مجبور ہو گئی کہ انگریزی زبان حاصل کرے
اس کے بغیر زندگی بسر کرنا مشکل ہو گیا ۔ کوئی پوچھے کہ
اس میں اہل ملک کی کوئی مصلحت تھی ؟ ہرگز نہیں محض سیاسی
اور وہ یہ کہ اپنے حلقہ اثر کو وسیع کرنا اور طرز معاشرت و
تمدن اور اپنی تہذیب کو دنیا میں رواج دینا، ہمارے

toobaa-elibrary.blogspot.com

روشن خیال برادر جو علماء سے یہ سوال کرتے ہیں کہ عربی زبان میں خطبہ پڑھنے سے کیا فائدہ کبھی اس طرف بھی نظر عنایت متوجہ فرمائی ہے کہ انگریزی زبان میں ڈاک اور ریل کے ٹکٹ اور ریل کی بلٹی وغیرہ چھاپنے سے کیا فائدہ سفر کرنے والے عموماً انگریزی داں نہیں۔ اگر وہ حکومت کی اس گہری چال پر نظر ڈالتے تو انھیں خطبے کے عربی ہونے کی حکمت خودبخود معلوم ہوجاتی —

عربی زبان کی بعض خصوصیات

اس کے بعد اس پر غور کیجئے کہ یہی وہ بات ہے جس کو یورپ سے بہت پہلے مسلمانوں نے سمجھا تھا اور چوں کہ یہ ایک فطری اور طبعی طریقہ اسلامی شعائر کی اشاعت کا تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طرز عمل سے اس کو اتنا مؤکد کر دیا کہ تمام عمر اس کے خلاف کی ایک نظیر بھی ظاہر نہیں ہوتی ۔ اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں عربی زبان نے تمام عالم کو فتح کر لیا اور اس طرح فتح کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ کیوں کہ تاریخ اقوام پر نظر ڈالنے والوں سے پوشیدہ نہیں کہ جس وقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

عربی زبان ممالک عجم میں مسلمانوں کی فاتحانہ مداخلت کیساتھ داخل ہوئی تو بغیر کسی ایسے ناجائز جبر وتشدد کے جو آج ہم پر روا رکھا جاتا ہے عربی زبان کی جاذبہ محبوبیت نے اس طرح لوگوں کے قلوب میں جگہ کر لی کہ تھوڑی ہی مدت میں بہت سے ممالک عجم کی اپنی اصلی زبانیں بالکلیہ متروک ہو کر عربی زبان ہی ملکی زبان ہوگئی ــــ

مصر اور شام میں اسلام سے پہلے رومی زبان رائج تھی، مسلمانوں کے داخل ہوتے ہی عربی زبان نے ملکی زبان کی جگہ لے لی۔ اسی طرح عراق وخراسان کی وطنی زبان فارسی تھی، کچھ عرصہ کے بعد متروک ہو کر عربی رائج ہوگئی۔ چنانچہ عراق کا ایک بہت بڑا حصہ آج تک عربی زبان کا پابند ہے جس کو عراق عرب ہی کے نام سے موسوم کرتے ہیں البتہ خراسان میں انقلابات د حوادث کی بنا پر پھر فارسیت غالب ہوگئی، ممالک مغربی یورپ وغیرہ میں بربری زبان رائج تھی وہاں بھی عربی زبان نے اپنا سکہ جمایا۔ اور اگرچہ آج مدت مدیدہ کے بعد اب عربیت وہاں

لہ صرح بہ ابن تیمیہ فی اقتضاء الصراط المستقیم ۱۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

باقی نہیں رہی لیکن عربی لغت کے بہت سے آثار آج بھی انگریزی اور جرمنی اور فرانسیسی زبان میں موجود ہیں جیساکہ انگریز مؤرخوں اور بعض منصف مصنفین نے اس کا اقرار کیا ہے ۔ الغرض شعائر اسلامیہ

نماز اور اذان اور خطبہ وغیرہ کو خاص عربی زبان میں رکھنا ہی اسلام کا ایک اہم مذہبی اور سیاسی مقصد ہے

نماز، اذان، تکبیرات اور خطبے جو مشاہد عامہ میں پڑھے جاتے ہیں انکو عربی زبان میں کرنے کا سیاسی مقصد ہی یہ تھا کہ جب لوگ نہ سمجھیں گے اور ہر وقت اس سے سابقہ پڑیگا تو خواہ مخواہ عربی زبان سیکھنے کی طرف توجہ ہوگی جو کہ قرآن وحدیث اور علوم شرعیہ کی ترجمان زبان ہے اور جس کا سیکھنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے چنانچہ یہی ہوا اور جیساکہ پہلے عرض کیا گیا کہ زبان کا اثر اخلاق وعادات اور معاشرت ومعاملات پر بہت گہرا ہوتا ہے عربی زبان کے بھی آثار مخصوصہ اس کے ساتھ ساتھ ہی عالمگیر ہو گئے الغرض ان شعائر اسلامیہ کو عربی زبان میں رکھنے کی حکمت ایک سیاسی غرض ہے اور خطبہ جمعہ میں خصوصیت سے سیاست کا بھی مظاہرہ کیا جاتا ہے ——————

—— تعجب ہے کہ مسلمان اس حکمت کو نہیں سمجھتے بلکہ اعتراضات کرتے ہیں اور دوسری قومیں اس کا احساس کرتی اور اقرار کرتی ہیں ۔ انتہیٰ"

toobaa-elibrary.blogspot.com

خطبہ وغیرہ شعائرِ اسلامیہ کے عربی زبان میں ہونے میں مذکورہ بالا اہم مصالح کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ وحدت اسلامیہ کا قیام وبقا بھی ہے جیسا کہ ہم نماز کی زبان پر کلام کرتے ہوئے عرض کر چکے ہیں اور بالخصوص اس دور میں جبکہ "نیشنلزم" دنیا پر چھا جانا چاہتا ہے اور وطنی مسائل اور مذہبی حدود کا تصادم ہو رہا ہے یہ چیز اور بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔

اس وقت جو حضرات خطبہ وغیرہ کی زبان میں توسیع کے حامی ہیں اگرچہ ان کی نیت نیک ہے اور ان کے سامنے وطن پرستی کا نظریہ نہیں ہے لیکن زمانہ کے انقلاب کی رفتار بتا رہی ہے کہ مستقبل قریب میں ہی یہ سوال ملکی اور غیر ملکی زبان کی تفریق کی صورت میں بھی اٹھے گا اور لا مذہب وطن پرستوں کی طرف سے عربی زبان کی مخالفت اس بنیاد پر بھی کی جائے گی کہ وہ غیر ملکی زبان ہے، پس ضروری ہے کہ عربیت کے جو آثار اس وقت تک کسی طرح ہم میں باقی رہ گئے ہیں ان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑیں اور ان کے بقاء وتحفظ کی تدابیر اختیار کریں نہ یہ کہ ہم خود ہی ان کے مٹانے کی فکر کریں۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ اب سے پہلے میں بھی اس مسئلہ میں کسیقدر توسیع کی رائے رکھتا تھا لیکن اس تحریک وطن پرستی کی رفتار اور اس کے خطرات ہی نے رائے میں تبدیلی پیدا کر دی نیز اور بعض بزرگوں نے بھی اس خطرہ کے پیش نظر

toobaa-elibrary.blogspot.com

وحدت اسلامی کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس بارہ میں اپنی سابقہ رائے سے رجوع فرمایا ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق" لکھنؤ جن کو حق تعالیٰ نے ان امور میں خاص بصیرت عطا فرمائی ہے اس مسئلہ کے متعلق ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے یکم مارچ سنہ رواں ۱۹۳۷ء کے "صدق" میں ارقام فرماتے ہیں

"—— خطبہ جمعہ کی زبان سے متعلق "سچ" کی ابتدائی جلدوں میں ایک بار نہیں متعدد، اور مختصر نہیں مفصل مضامین نکل چکے ہیں اور خطبہ کے اردو ہونے کی تائید میں جتنے دلائل و شواہد ہیں سب ان پرچوں میں فراہم کر دیئے گئے مدیر صدق کا خیال اس وقت تک تمام تر اردو خطبات کی تائید میں تھا لیکن رفتہ رفتہ غور و مطالعہ کے بعد اس خیال میں ضعف آتا گیا تا آنکہ اب ۱۲-۱۳ سال کی مدت کے بعد ترجیحی رائے عربی ہی خطبات کے حق میں ہے، اردو پر زور دینے والی جماعت، صرف اپنی ہی سہولت کو پیش نظر رکھے ہوئے ہے، سارے عالم اسلامی کے مصالح کی طرف سے ذہن کو ذہول ہے، اسلام نے اپنے شرائع میں سب سے زیادہ زور وحدت امت پر دیا ہے اور تمام دوسرے مصالح کو اس مصلحت کبریٰ کے ماتحت کر دیا ہے، اب اگر ہر ہر ملک اور پھر ہر ہر صوبہ کی مقامی سہولتوں کو مدنظر رکھا جانے لگے تو اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اکیلے ہندستان ہی میں نہ صرف اردو، بلکہ سندھی، بنگالی، گجراتی، کناڑی وغیرہ متعدد زبانوں میں خطبے ہونے لگیں گے اور ہندستان کے باہر تو حد ہی نہیں انگریزی فارسی، پشتو، چینی، ترکی، جاپانی، جاوی، جرمنی وغیرہا اس سے بڑھ کر ضرب کاری وحدت امت کے حق میں اور کیا ہوگی؟

(صدق ع ۳۰ جلد ۲ ص ۳)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین وسلامٌ علی المرسلین

ضروری انتباہ

اوپر کی سطروں میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ خطبہ کے بارے میں اس عاجز، ہمارے اکابر اور دیگر بہت سے علمائے حق کی رائے یہی ہے کہ اسے عربی ہی میں ہونا چاہئے۔ اس رائے کے جو دلائل اور حکمتیں سطور بالا میں عرض کی گئی ہیں امید ہے کہ ان سے ایک عام مسلمان کو اس بارے میں ضروری واقفیت اور اطمینان حاصل ہوجائے گا۔

تاہم یہاں اس سلسلہ میں دو باتیں اور عرض کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ جمعہ، عیدین، اور نکاح وغیرہ کے موقع پر جمع ہونیوالے مجمع کے سامنے اگر مقامی زبان میں بھی اصلاحی و تربیتی تقریر کیجائے یا کسی کتاب یا رسالہ کا کوئی مضمون پڑھ کر سنا دیا جائے تو اس سے وہ ضرورت بھی پوری ہوجائیگی جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ خطبہ مقامی زبان ہی میں ہونا چاہیئے، اور وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com